E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - M.A.Translation

Module Name/Title : Maroof Urdu Mutarjimeen aur unki Khidmaat

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE SLM/ Prof. Mohd. Zafaruddin
PRESENTATION	Prof. Mohd. Zafaruddin
PRODUCER	Rizwan Ahmad

IMC MANUU
Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

پروفیسر محمد ظفرالدین
مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی
گچی باؤلی، حیدرآباد500032

معروف اُردو مترجمین اور اُن کی خدمات

اُردو زبان میں ترجمے کی روایت بہت قدیم ہے بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ اُردو میں ترجمے کا آغاز اُردو زبان میں شعر وادب کے آغاز کے ساتھ ہی ہوگیا تھا۔ کیونکہ جن افراد نے اُردو میں شعر وادب کی تخلیق شروع کی ان کی اصلی زبان اُس وقت فارسی تھی اور جن اولین ادیبوں اور شعرا نے فارسی اثرات کے تحت اُردو شاعری اور ادب کی تخلیق کی اُنہوں نے بے شمار فارسی اشعار اور کئی فارسی تصانیف کو بھی اُردو میں منتقل کیا۔ اس طرح اُردو زبان کے اولین مترجمین بھی وہی ہیں جنہوں نے اُردو میں ادبی سفر کا آغاز کیا تھا۔

ان مترجمین میں شاہ میراں جی خدانما (ترجمہ تمہیدات ہمدانی)، ملاوجہی (سب رس، فارسی کتاب دستور عشاق کا ترجمہ)، شاہ ولی اللہ قادری (ترجمہ معرفت السلوک)، فضل علی فضلی (کربل کتھا، روضۃ الشہدا کا ترجمہ)، ملک خوشنود (جنت سنگھار، ہشت بہشت کا ترجمہ) وغیرہ شامل ہیں۔ ان مترجمین اور ان کے ترجموں کے سلسلے میں یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ یہ با قاعدہ مترجمین اور اُن کے ترجمے باقاعدہ ترجمے نہیں تھے بلکہ کتابوں کی تلخیص یا آزاد ترجمے تھے اسی لیے اُن کی یہ تصنیفات کبھی کبھی طبع زاد تصنیفات کی حیثیت سے بھی دیکھی جاتی ہے۔ ظاہر ہے اس وقت تک ترجمہ نگاری کے کوئی اصول مرتب نہیں تھے اور نہ ہی یہ مترجمین کسی باقاعدہ اصول وضوابط کی پابندی کرتے تھے۔

ہندوستان میں یورپیوں کی آمد کے بعد عیسائیوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کے لیے اپنی مذہبی کتابوں کو ہندوستانی زبانوں میں منتقل کرنا شروع کیا۔ اس طرح اٹھارہویں صدی کے وسط میں انجیل و توریت کے اُردو ترجمے شائع ہونے شروع ہوئے۔ مذہبی کتابوں کے اُردو ترجموں کے سلسلے میں سب سے پہلے جس مترجم کا نام سامنے آتا ہے وہ بنجامن شلٹر (Benjamin shultre) ہے جو ڈنمارک کا ایک پادری تھا۔ اس نے 1739ء میں انجیل کا ترجمہ شروع کیا اور 1741ء میں مکمل کیا۔ یہ ترجمہ 1848ء میں شائع ہوا۔ ادبی و مذہبی تراجم کے علاوہ اُردو میں علمی وسائنسی کتابوں کے ترجموں کا کام بھی فورٹ ولیم کالج کے قیام کے بعد شروع ہوگیا جس میں خالص علمی بنیادوں پر اُردو زبان میں دیگر زبانوں کی سائنسی و علمی تصانیف کا ترجمہ ہونے لگا اور اس کام میں مختلف مترجمین نے اپنا حصہ ادا کیا۔ فورٹ ولیم کالج کے مترجمین سے لے کر آج تک ہندوستان میں ترقی اُردو بیورو (موجودہ قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان)، جامعہ عثمانیہ، ادارہ ادبیات اُردو، انجمن ترقی اُردو ہند اور پاکستان میں مقتدرہ قومی زبان کراچی و اسلام آباد کے مترجمین تک اُردو مترجمین کی ایک طویل فہرست ہے جس کو مکمل طور پر ترتیب دینا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ ترجمے کے اس طویل سفر میں کتنے مترجمین نے اس اہم کام میں حصہ ادا کیا ان کی صحیح تعداد کا تعین مشکل ہے۔ کتنے ہی افراد ایسے ہوں گے جن کے ترجمے موجود ہیں لیکن ان کے نام معلوم نہیں ہے۔ کتنے ہی مترجمین ایسے بھی ہوں گے جن کے تراجم اور ان کے نام دونوں بھی نامعلوم ہیں۔

آج میں اُردو کے چند اہم اور معروف مترجمین اور ان کے تراجم کا تعارف کرانے کی کوشش کروں گا تا کہ ترجمہ کے طالب علم اور اس میدان میں کام کرنے والے اپنے بعض اولین پیش رؤوں اور ان کے کارناموں سے واقف ہوجائیں۔

جان گل کرسٹ (1759 - 1841)

جان گل کرسٹ فورٹ ولیم کالج میں ہندوستانی (اُردو) زبان وادب کے پروفیسر اور اُردو زبان وادب کے ماہر تھے۔ انہوں نے اپنے دور میں فورٹ ولیم کالج کے لیے تقریباً 63 کتب تیار کروائیں اور تقریباً 15 کتابیں لسانیات اور قواعد سے متعلق تحریر کیں اور ترجمے کیے۔

اُردو قواعد سے متعلق ڈاکٹر جان گل کرسٹ کی چند معروف تصانیف درج ذیل ہیں:

1۔ انگریزی ہندوستانی لغت: (مطبوعہ 87-1786 کلکتہ)

2۔ ہندوستانی زبان کے قواعد: (طبع اول 1794 کلکتہ)

3۔ لغت وقواعد کا ضمیمہ : (طبع اول 1798 کلکتہ)

4۔ اجنبیوں کے لیے رہنمائے اُردو : (طبع اول 1802 کلکتہ)

مندرجہ بالا تصانیف میں ''ہندوستانی زبان کے قواعد'' ایک انتہائی اہم اور یادگار کتاب ہے کیوں کہ یہ وہ پہلی تصنیف ہے جس میں اُردو ہندی طباعت ہمیں دکھائی دیتی ہے۔اس کتاب میں جان گل کرسٹ نے ولیم شیکسپیئر کے دومختلف ڈراموں (شاہ ہنری ششم اور ہیملٹ) کے ایک ایک حصے کا اُردو ترجمہ بھی پیش کیا ہے۔ڈاکٹر مرزا حامد بیگ اس کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''واضح رہے کہ اس وقت تک سیرام پور کے تراجم (بائبل اور اناجیل سے متعلق) کے سوا کسی انگریزی ادبی تصنیف یا اس کے کسی حصے کو اُردو میں منتقل نہیں کیا گیا تھا۔گلکرسٹ کو اس میدان میں اولیت حاصل ہے نیز یہ کہ گلکرسٹ کے ان تراجم سے سلاست کی اس تحریر کے اولین نقوش واضح ہوجاتے ہیں۔ جو آگے چل کر گلکرسٹ کی ہی ایما سے میر امن دہلوی (میر امان دہلوی) کی ''باغ و بہار'' کی پہچان بنی۔ یوں گلکرسٹ کے ان تراجم کو اُردو زبان کی اسلوبی کروٹ کی تمہید کہا جاسکتا ہے۔اسی لحاظ سے ان تراجم کو جدید اُردو کا نقش اول ہونے ہی کا اعزاز حاصل نہیں ہے بلکہ اُردو میں انگریزی سے ہونے والے اولین ترجمے ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔مقام حیرت ہے کہ یہ شرف ایک انگریز نے حاصل کیا۔''1۔

جان گلکرسٹ نے 1804ء میں فورٹ ولیم کالج چھوڑ دیا اور برطانیہ واپس چلے گئے۔ان کے برطانیہ واپس جانے کا سبب فورٹ ولیم کالج کی انتظامی کونسل کا رویہ تھا جس سے وہ تنگ آچکے تھے۔جان گلکرسٹ محسن اُردو ہیں یا انہوں نے صرف سیاسی مصلحتوں اور دولت کی خاطر یہ کام انجام دیا تھا اس موضوع پر ہمارے محققین میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اس بحث سے قطع نظر جان گلکرسٹ کی یہ خدمات اُردو زبان وادب کو ایک نیا رخ دینے اور اُردو کے اسلوب میں ایک واضح تبدیلی لانے کا سبب بن گئی۔

میر امن دہلوی

میر امن دہلوی دہلی کے رہنے والے تھے۔دہلی کے ایک معزز خاندان سے ان کا تعلق تھا۔دہلی سلطنت کے زوال کے ساتھ ہی میر امن کے خاندان پر بھی زوال آیا۔ان کا گھر بار احمد شاہ درانی کے حملے کے وقت لوٹ لیا گیا۔ایسے میں میر امن کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔میر امن دہلی چھوڑنے کے بعد کئی برس عظیم آباد میں رہے لیکن انہیں جان گلکرسٹ نے گوشہ گمنامی سے نکالا اور دُنیا کے سامنے ایک نابغہ روزگار ہندوستانی مصنف ومترجم کی حیثیت سے پیش کیا۔یہ ڈاکٹر جان گلکرسٹ کا ایک اہم کارنامہ ہے۔اس کا اظہار میر امن نے ''باغ و بہار'' کے دیباچہ میں کیا ہے۔میر امن دہلوی کے بارے میں اُردو ادب کے عام طالب علم انہیں صرف باغ و بہار کے مصنف اور اُردو ادب میں سادہ اور سلیس ہندوستانی زبان کے استعمال کے بانی کی حیثیت سے جانتے ہیں۔بے شک میر امن نے باغ و بہار میں ٹھیٹ ہندوستانی زبان کا استعمال کیا ہے۔دلی کی بول چال کی زبان اور محاورے بڑی خوبصورتی سے استعمال کیے ہیں اور ان کی تحریر انتہائی سادہ اور عام فہم ہے۔لیکن میر امن کے بارے میں یہ بات بھی حیرت انگیز ہے کہ وہ ایک انتہائی قابل مترجم' انگریزی زبان اور دیگر علوم سائنس میں اچھی شد بد رکھتے تھے۔

میر امن دہلوی 1806ء میں فورٹ ولیم کالج سے مستعفی ہوگئے اور وہاں سے حیدرآباد دکن چلے گئے۔وہاں انہوں نے نواب محمد فخر الدین خان شمس الامرائے ثانی کی قائم کردہ رصد گاہ ''جہاں نما'' میں ملازمت اختیار کرلی۔میر امن دہلوی کی سال وفات کے بارے میں یقینی شواہد موجود نہیں ہیں۔کہیں ان کا سال وفات 1806 بتایا گیا ہے جبکہ نادم سیتاپوری نے میر امن دہلوی کو 1817 تک حیات بتایا ہے۔مرزا حامد بیگ نے اپنی کتاب مغرب سے نثری تراجم میں میر امن کی کتاب ستہ شمسیہ کی سال طباعت کے حوالے سے یہ ثابت کیا ہے کہ میر امن دہلوی 1840 تک تو یقیناً حیات تھے کیوں کہ نواب محمد فخر الدین خان نے کتاب کے دیباچہ میں میر امن کے لیے ماضی کا صیغہ نہیں استعمال کیا ہے یہ کتاب 1840 میں طبع ہوئی۔

فورٹ ولیم کالج میں ملازمت کے دوران میر امن نے دو کتابیں تصنیف کیں جنہیں کافی شہرت حاصل ہوئی۔ان میں سے ایک ''باغ و بہار'' ہے جس کے دیباچے میں میر امن نے یہ وضاحت کی ہے کہ یہ فارسی قصہ ''چہار درویش'' کا ترجمہ ہے۔باغ و بہار نہ صرف میر امن کا شاہکار ہے بلکہ پورے اُردو ادب میں اسے غیر معمولی مقام حاصل ہے۔اس کے ترجمہ کا کام 1801 میں شروع ہوا۔یہ داستان 1802 میں مکمل ہو کر اُسی سال شائع ہوئی۔

میر امن کی دوسری مشہور کتاب ''گنج خوبی'' ہے۔یہ کتاب ملا حسین واعظ کاشفی کی فارسی تصنیف ''اخلاق محسنی'' کا اُردو ترجمہ ہے جس کو میر امن نے 40 ابواب میں ترجمہ کیا ہے۔کلکتہ سے واپس آ کر میر امن دہلوی حیدر آباد دکن میں نواب فخر الدین خان شمس الامرا کے یہاں ملازم ہو گئے اور یہاں انہوں نے سائنسی علوم سے متعلق کتابوں کا ترجمہ کیا۔میر امن دہلوی کی مطبوعہ کتب میں ''ستہ شمسیہ'' سلسلے کے رسائل شامل ہیں۔جو ''ریورنڈ چالس'' کے سائنسی رسائل ہیں جن کی فہرست درج ذیل ہے:

1۔ رسالہ علم جرثقیل۔(مطبوعہ حیدر آباد دکن 1840)

یہ رسالہ طبیعات کے اہم قوانین اور کلیات پر مشتمل ہے جس میں کشش ثقل، مرکز ثقل، حرکیات اور جرثقیل کی تمام قوتوں اور شاخوں کا بیان کیا گیا ہے۔یہ ''ستہ شمسیہ'' کی پہلی جلد ہے۔

2۔ رسالہ علم ہیت ۔ مطبوعہ 1840 حیدر آباد دکن) یہ ستہ شمسیہ کی دوسری جلد ہے۔

3۔ رسالہ علم آب : (مطبوعہ حیدر آباد دکن 1838ء)

4۔ رسالہ علم ہوا (مطبوعہ حیدر آباد دکن 1839ء)

5۔ رسالہ علم مناظر (مطبوعہ 1839ء حیدر آباد دکن)

6۔ رسالہ علم برتنک (مطبوعہ 1839 حیدر آباد دکن)

7۔ اس کے علاوہ ریورنڈ چارلس کے سوالات و جوابات سے متعلق مکمل رسالے کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے جس کے چھ حصے الگ کر کے الگ حصوں کے ساتھ شامل بھی کر دیے گئے ہیں۔یوں ان چھ رسائل میں 1781 صفحات کا انگریزی سے اُردو ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔

8۔ اصول علم حساب (ہندی زبان میں مطبوعہ 1836)

9۔ رسالہ کسور تا اعشاریہ (مطبوعہ 1837ء)

آخری دو کتابوں پر مترجمین کا نام نہ ہونے کی وجہ سے ان کتابوں کو مکمل طور پر میر امن کی ترجمہ کردہ کتابیں کہنا ممکن نہیں ہے لیکن جس دور میں یہ کتابیں شائع ہوئی اس دور میں شمس الامراء کے ادارہ سے میر امن بھی وابستہ تھے اور ان کی زبان کا تجزیہ بھی یہ بتاتا ہے کہ ان کتابوں کے ترجمہ میں زیادہ بڑا حصہ میر امن کا ہی رہا ہے۔

سید علی بلگرامی

شمس العلما سید علی بلگرامی 18 زبانوں کے ماہر تھے۔حیدر آباد دکن سے پنشن لے کر انگلینڈ چلے گئے وہاں پر وہ ٹرینٹی کالج کیمبرج میں مرہٹی زبان کی تدریس کرتے تھے۔وہاں دوران قیام میں انہوں نے بیرسٹری کا امتحان بھی کامیاب کیا تھا۔انہوں نے لندن یونیورسٹی سے معدنیات میں بھی ڈپلوما کیا تھا۔ولایت سے واپس ہونے کے بعد مئی 1911 میں ان کا انتقال ہوا اور اپنے وطن بلگرام میں ان کی تدفین ہوئی۔

ان کے اُردو تراجم میں حسب ذیل دو تراجم بہت معروف ہیں:

1۔ تمدن عرب : از گستاؤلی بان (طبع اول 1898 آگرہ)

تمدن عرب اُردو زبان میں تاریخ اور تمدن کی کتابوں میں ایک معروف کتاب ہے۔تمدن عرب کے ترجمے پر رائے دیتے ہوئے ممتاز حسین لکھتے ہیں:

''یوں تو تاریخ اور تمدن کی بہت سی کتابوں کا ترجمہ اُردو زبان میں ہوا ہے لیکن جو صحت خیال، شگفتگی بیان اور سلاست و روانی سید علی بلگرامی کی کتاب تمدن عرب میں ہے وہ مشکل میں سے اس قبیل کی دوسری کتابوں میں ہوگی''۔(ماہ نو کراچی 6 مارچ 1952 صفحہ 42)

2۔ تمدن ہند ۔ از گستاولی بان

(مطبوعہ انجمن ترقی اُردو ہند۔ اورنگ آباد دکن طبع اول 1912۔آ گرہ)

سید علی بلگرامی نے یہ ترجمہ براہ راست فرانسیسی زبان سے کیا ہے۔ان کی وفات کے بعد یہ کتاب کی صورت میں شائع ہوئی۔یاد رہے کہ سید علی بلگرامی نے اس کتاب کا ترجمہ حیدرآباد دکن کے نواب میر عثمان علی خاں کی فرمائش وسرپرستی کے تحت کیا تھا۔

ڈپٹی نذیر احمد

ڈپٹی نذیر احمد دہلوی اُردو ادب میں جدید اسلوب کو متعارف کرانے والوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔اب تک کی تحقیق کے مطابق وہ اُردو کے پہلے ناول نگار بھی ہیں۔انہوں نے سرسید احمد خاں کے ساتھ مل کر علی گڑھ تحریک میں کام کیا اور اُردو زبان وادب کو ایک نیا رُخ دینے میں کامیابی حاصل کی۔بحیثیت مترجم بھی مولوی نذیر احمد نے اہم کارنامے انجام دیے۔نذیر احمد کے بعض ناولوں کے متعلق بھی یہ بات کہی جاتی ہے کہ وہ مکمل طور پر طبع زاد نہ ہوکر کسی نہ کسی انگریزی ناول سے ماخوذ ہیں۔ڈپٹی نذیر احمد نے ادبی تخلیقات کے علاوہ بعض قانونی وعلمی تراجم کیے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ انکم ٹیکس ایکٹ (مطبوعہ 1859-60) یہ مولوی نذیر احمد کا اولین اُردو ترجمہ ہے جو انہوں نے انگریزی سے کیا۔نذیر احمد نے یہ ترجمہ سرولیم میور کی خواہش اور میر ناصر علی کی سفارش کے تحت بعنوان ''ترجمہ قانون انکم ٹیکس'' کیا۔اس سلسلے میں بابو شیو پرشاد نے بھی نذیر احمد کی معاونت کی۔

2۔ مجموعہ قوانین تعزیرات ہند (مطبوعہ گورنمنٹ گزٹ 1861) مولوی نذیر احمد 1860 میں انڈین پینل کوڈ کے مترجمین کے عملے میں شامل ہوئے اور تعزیرات ہند کے مجموعہ قوانین کے اٹھارویں باب سے ترجمہ کا آغاز کیا ترجمہ کی تکمیل کے بعد نظر ثانی اور طباعت کی بھی نگرانی کی۔

3۔ اصلاح ترجمہ ضابطہ فوج داری (مطبوعہ گورنمنٹ گزٹ 1861) یہ دراصل تعزیرات ہند کا ایک ضمیمہ ہے۔نذیر احمد نے حکومت کے کہنے پر اس کے ترجمہ کی اصلاح کا کام انجام دیا تھا۔

4۔ سمٰوات (مطبوعہ 1872) یہ علم ہیئت کی ایک انگریزی کتاب ''The Heaven'' کا اُردو ترجمہ ہے جو نذیر احمد نے انگریزی مصنف پوئرون کی خواہش پر انجام دیا۔اگرچہ کہ خود انگریزی کتاب بھی دراصل فرانسیسی زبان کی کتاب کا ترجمہ ہے جس کا اصل مصنف الیگزینڈر گوئے میں ہے۔

5۔ تاریخ دربار تاج پوشی : دراصل ایڈورڈ ہفتم کے جشن تاج پوشی کی روداد ہے۔سر اسٹیفن دھیلہ نے اس روداد کو انگریزی میں مرتب کیا تھا اور حکومت ہند کی ایما پر نذیر احمد نے اپنے دو شاگردوں مرزا فرحت اللہ بیگ اور ڈاکٹر وانی کی مدد سے اُردو میں منتقل کیا۔یہ کتاب پہلی بار لکھنو سے 1903 میں شائع ہوئی۔

6۔ مصائب غدر: (مطبوعہ 1896) نذیر احمد کی یہ کتاب ولیم اوداروں کے 1857 کی ڈائری کا ترجمہ ہے۔

7۔ ترجمہ قرآن مجید۔ڈپٹی نذیر احمد نے قرآن مجید کا بھی آسان اور نہایت سادہ زبان میں ترجمہ کیا۔اس سلاست اور روانی وسادگی کو قائم رکھنے میں کہیں کہیں اُن سے چوک بھی ہوئی اور وہ مذہبی لوگوں کے عتاب کا شکار بھی ہوئے۔

ڈپٹی نذیر احمد اگرچہ کہ انگریزی میں بہت زیادہ مہارت نہیں رکھتے تھے لیکن ترجمہ کرنے کا ان میں ایک خاص ملکہ تھا وہ کئی زبانوں پر عبور رکھتے تھے اگر ایک زبان سے مطلب ادا نہ ہوتا تو دوسری زبان کا لفظ وہاں بٹھا دیتے۔نذیر احمد کے ترجمہ میں بلا کی سلاست اور سادگی پائی جاتی ہے۔

مرزا ہادی رسوا

مرزا ہادی رسوا نے 1884ء میں دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کے لیے ''رسالہ اصول علم کیمیا'' نامی ایک سائنسی کتاب کا انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کیا۔اس سے قبل بھی انہوں نے افلاطون اور ارسطو کی تصانیف کے اُردو تراجم کیے تھے جس کے باعث وہ علمی حلقوں میں نمایاں ہو چکے تھے۔ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں ان کی کتاب ''رسالہ اصول علم کیمیا'' سے ہی ان کی تصنیفی زندگی کا آغاز ہوا۔انہوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں بھی دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ میں فلسفہ کی کتابیں ترجمہ کیں ۔اس طرح مرزا رسوا کی علمی و تصنیفی زندگی کا آغاز بھی ترجمے سے ہوا اور اس کا اختتام بھی ترجمہ پر ہوا۔

مرزا رسوا نے جن علمی و ادبی کتابوں کا انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کیا ان میں معروف تراجم درج ذیل ہیں:

1۔ رسالہ اصول علم کیمیاء (برائے دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ مطبوعہ 1884)

2۔ حکمت الاشراق (فلسفہ) (برائے دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ مطبوعہ 1925)

3۔ مبادی علم النفس: جی ایف اسٹوٹ (برائے دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ مطبوعہ 1925)

4۔ بنی آدم: اسٹوئٹ چیس (برائے دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ مطبوعہ 1925)

5۔ مفتاح المنطق: ایچ۔ ڈبلیو۔ بی جوزف (برائے دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ مطبوعہ 1925)

6۔ اخلاقِ نقوماجس: اسطاطالیس (برائے دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ مطبوعہ 1925)

7۔ خونی مصور (ناول) میری کوریلی کے انگریزی ناول کا اُردو ترجمہ مطبوعہ 1919)

8۔ خونی عاشق (ناول) میری کوریلی کے انگریزی ناول کا اُردو ترجمہ مطبوعہ 1919)

9۔ خونی بھید (ناول) میری کوریلی کے انگریزی ناول کا اُردو ترجمہ مطبوعہ 1925)

10۔ خونی جورو (ناول) میری کوریلی کے انگریزی ناول کا اُردو ترجمہ مطبوعہ 1928)

11۔ بہرام کی رہائی (ناول) میری کوریلی کے انگریزی ناول کا اُردو ترجمہ مطبوعہ 1928)

مرزا ہادی رسوا کی شہرت عام طور پر ''امراؤ جان ادا'' سے ہے اور یقیناً امراؤ جان ادا ناول مرزا رسوا کی ایک لاجواب تخلیق ہے لیکن انہوں نے اس کے علاوہ بھی مختلف کتابوں کا ترجمہ کیا اور ان کے دیگر ناولوں پر بھی ان ناولوں کے اثرات ہے جنہیں رسوا نے انگریزی سے اُردو میں منتقل کیا ہے۔

مولانا ظفر علی خان

''زمیندار'' کے مدیر مولانا ظفر علی خان ایک بلند پایہ صحافی، ادیب اور شاعر تھے۔سیاست کے میدان میں بھی اُنہوں نے اہم کردار ادا کیا۔ظفر علی خان نے مختلف اصناف ادب میں طبع آزمائی کے علاوہ ترجمہ کے میدان میں بڑا اہم حصہ ادا کیا ہے۔ترجمہ کے حوالے سے ان کی معروف کتاب درج ذیل ہے:

معرکہ مذہب وسائنس۔مطبوعہ 1910ء

یہ ڈاکٹر ڈریپر کی انگریزی کتاب History of The Conflict between religion & Science کا اُردو ترجمہ ہے۔ اصل کتاب اور ترجمہ کے تقابل تجزیہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مولانا ظفر علی خان نے بہت اچھے معیار پر یہ علمی ترجمہ کیا ہے چونکہ ظفر علی خان ایک بلند پایہ انشا پرداز تھے اس لیے کہیں کہیں اس کی جھلک بھی نظر آتا ہے۔ظفر علی خان نے اس کتاب میں اصطلاحات کو وضع کرنے اور عبارت کی روانی و برجستگی برقرار رکھنے میں اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔اسی وجہ سے وہ ایک بہترین اور معیاری مترجم کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں۔حالانکہ کہیں کہیں فارسی زبان کا اثر زیادہ محسوس ہوتا ہے لیکن مجموعی طور پر ''معرکہ مذہب وسائنس'' بے تکلف اور رواں ترجمے کا ایک اعلیٰ نمونہ قرار دیا جا سکتا ہے۔مولانا ظفر علی خان نے منظوم تراجم بھی پیش گئے۔ رسالہ مخزن کے پہلے شمارے میں جس میں علامہ اقبال کی نظم ''ہمالہ'' چھپی تھی۔اسی میں مولانا ظفر علی خان نے ٹینی سن کی نظم ''ندی کا راگ'' کا ترجمہ بھی پیش کیا تھا۔

مولانا نے بعد میں ورڈز ورتھ کی ایک اور نظم ''وفا'' کو بھی اُردو میں منتقل کیا۔ اس کے علاوہ مولانا ظفر علی خان نے مغربی ناول نگاروں جارج ولیم ایم رینالڈ' ریڈیارڈ کپلنگ اور ہنری رائیڈر ہیگرڈ وغیرہ کے ناولوں کا بھی اُردو ترجمہ پیش کیا۔ مولانا ظفر علی خاں نے لارڈ کرزن کی کتاب ''گارڈن آف پرشیا'' کا ترجمہ ''خیابانِ فارس'' کے نام سے کیا تھا جس پر خوش ہو کر لارڈ کرزن نے اپنی واکنگ اِسٹک اُنہیں انعام میں دی تھی۔

دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کے ابتدائی دور میں مغربی علوم کی تصانیف کو اُردو میں منتقل کرنے کے لیے جن عالموں کا تقرر عمل میں آیا تھا ان میں مولانا ظفر علی خان کا نام شامل ہے۔ ان کا تقرر تاریخ کی کتابوں کے ترجمہ کے لیے کیا گیا تھا۔

ظفر علی خان سے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے عبدالمجید سالک نے کہا تھا :

''انگریزی زبان کے صدہا محاورات ہزار ہا الفاظ اور بے شمار فقرات اس ہمہ گیر انشا پرداز کے کمال ترجمہ کی بھٹی سے کندن بن کر نکلے اور اُردو کی جبینِ ناز کا زیور بن گئے۔''2۔

سرسید احمد خان

سرسید احمد خان ہندوستان میں تعلیمی اور سماجی انقلاب کے داعی تھے۔ انہوں نے جہاں مسلمانوں میں مغربی تعلیم کو عام کرنے کے لیے سرگرم جدوجہد کی وہیں اس کی راہ میں حائل ان رکاوٹوں کو دور کرنے کی بھی کوشش کی جو زبان کے سبب حائل تھیں۔ اُردو زبان کو مغربی و سائنسی علوم سے مزین کرنے کے لیے سرسید احمد خان نے سائنٹفک سوسائٹی قائم کی تھی جن سے مختلف علوم وفنون کی کتابوں کو اُردو زبان میں منتقل کرنے کا کام انجام دیا۔ سائنٹفک سوسائٹی کے تحت زائد از 15 کتابیں اُردو میں ترجمہ ہوئیں۔

سوسائٹی کے مترجمین میں دیگر افراد کے علاوہ خود سرسید احمد خان بھی شامل تھے۔ ان کی کتابوں میں بعض حسب ذیل ہیں :

1۔ رسالہ علم فلاحت :

یہ رابرٹ اسکاٹ برن کی کتاب کا اُردو ترجمہ ہے جس کے مترجمین میں سرسید احمد خان شامل ہیں۔ طبعی علوم سے متعلق مذکورہ بالا کتاب سائنٹفک سوسائٹی کے تحت ترجمہ ہونے والی ساتویں کتاب ہے جو پہلی بار 1865 میں غازی پور سے شائع ہوئی۔

2۔ تاریخ ہندوستان

یہ مونٹ اسٹیوارٹ الفنسٹن کی کتاب History of India کا اُردو ترجمہ ہے۔ یہ کتاب پہلی بار 1866 میں غازی پور سے شائع ہوئی۔ اس کے مترجمین میں بھی سرسید احمد خاں شامل تھے۔

سائنٹفک سوسائٹی کے مترجمین نے اُردو میں اصطلاح سازی کا کام بہت کم کیا ہے اس لیے اول الذکر کتاب میں سائنس کی بیشتر اصطلاحیں جوں کی توں لے لی گئی ہیں۔

سید ہاشمی فرید آبادی

سید ہاشمی فرید آبادی صاحب دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کے سررشتہ تالیف و ترجمہ کے اولین ارکان میں شامل تھے۔ سید ہاشمی فرید آبادی ایک اچھے مترجم اور انشا پرداز تھے بلکہ وہ ایک اچھے مترجم ہونے کے لیے یہ شرط بیان کرتے ہیں کہ مترجم کو ایک اچھا انشا پرداز بھی ہونا چاہیے۔

سید ہاشمی فرید آبادی کی ترجمہ کی ہوئی حسب ذیل کتابیں بہت معروف ہیں۔

تاریخ یونان

یہ کتاب پروفیسر جے بی بیوری کی انگریزی کتاب History of Greek کا اُردو ترجمہ ہے۔ 716 صفحات پر مشتمل ضخیم ترجمہ پہلی بار 1919 میں دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔ لیکن آج کل یہ ترجمہ نایاب ہے۔

اندرونِ حیدرآباد

یہ ترکی کی معروف شخصیت خالدہ ادیب خانم کے سفرنامہ Inside India کا اُردو ترجمہ ہے، جو حیدرآباد دکن سے 1939 میں شائع ہوا تھا۔

سوانح سکندرِ اعظم

بلوٹارک کی کتاب کے ایک باب کا ترجمہ جس کا نام ''مشاہیر یونان دروما'' ہے

بلوٹارک کی کتاب ''مشاہیر یونان دروما'' کی مکمل 4 جلدیں انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کیں۔

ڈاکٹر محمود حسین

ڈاکٹر محمود حسین نے سماجی علوم کی مشکل ترین کتابوں کے معیاری اُردو تراجم کیے ہیں۔ ڈاکٹر محمود حسین کے 3 معروف تراجم ہیں ان میں سے دو کا تعارف ذیل میں دیا گیا ہے:

1۔ بادشاہ :

یہ نکولومیکاولی کی مشہور زمانہ تصنیف (Prince) کا اُردو ترجمہ ہے جو پہلی بار مکتبہ جامعہ دہلی سے 1947 میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں سیاسیات کے اصول اور حکومت کرنے کے گر بتائے گئے ہیں۔ اس میں ڈاکٹر محمود حسین نے مشکل تصورات اور پیچیدہ اصولوں کو اُردو زبان میں نہایت معیاری اور آسان انداز سے پیش کیا ہے۔

2۔ معاہدہ عمرانی

ڈاکٹر محمود حسین نے روسی کتاب کا اُردو ترجمہ کیا جس کے بارے میں پروفیسر آل احمد سرور نے لکھا ہے کہ سماجی علوم میں جو قابل قدر ترجمے ہوئے ہیں ان میں ڈاکٹر محمود حسین کا کیا ہوا روسو کے ''معاہدہ عمرانی'' کا ترجمہ بھی شامل ہے۔ مضمون کے مشکل ہونے کے باوجود ڈاکٹر محمود حسین نے اس کتاب کا بڑا ہی رواں ترجمہ پیش کیا ہے۔

تیرتھ رام فیروز پوری

تیرتھ رام فیروز پوری نے ناولوں اور افسانوں کے تراجم کافی بڑی تعداد میں پیش کیے ہیں۔ انہوں نے تقریباً 136 ناولوں کا اُردو ترجمہ کیا۔ اس کے علاوہ مختلف افسانے اور آپ بیتیاں ہیں۔ تیرتھ رام فیروز پوری کے تراجم میں چند درج ذیل ہیں:

1۔ خونی چکر

2۔ خونی تلوار (دو جلدیں)

3۔ خونی ہیرا (دو جلدیں)

4۔ روزویلٹ :۔ امریکی صدر کی خودنوشت آپ بیتی کا اُردو ترجمہ جو پہلی بار 1940 میں لاہور سے شائع ہوا

5۔ آپ بیتیاں :۔ افسانوں کا انگریزی سے ترجمہ

6۔ اُس پار : انگریزی سے افسانوں کا ترجمہ

7۔ جلاوطن : انگریزی سے افسانوں کا ترجمہ

8۔ چار سو بیس عورتیں : انگریزی سے افسانوں کا ترجمہ

9۔ عشق اور موت :۔ افسانے، انگریزی سے ترجمہ

10۔ گناہ بےلذت :۔ افسانے، انگریزی سے ترجمہ

تیرتھ رام فیروز پوری نے بہت زیادہ تعدادی تراجم اُردو میں پیش کیے اگرچہ کہ تیرتھ رام فیروز پوری کا نام معیاری مترجمین میں شامل نہیں کیا جاتا ہے لیکن چونکہ انہوں نے بہت بڑی تعداد میں ترجمے کیے ہیں اس لیے ان کا نام اس فہرست میں عام طور پر شامل رہتا ہے۔

ڈاکٹر سید عابد حسین

ڈاکٹر سید عابد حسین اُردو کے ایک معروف مترجم ہیں جنہوں نے فلسفہ' سماجی علوم اور سوانح عمریوں کا اُردو ترجمہ پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر سید عابد حسین نے دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ میں بھی جزوقتی مترجم کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

عابد حسین نے کانٹ کی کتاب کا ترجمہ ''تنقید عقل محض'' کے نام سے کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے مہاتما گاندھی کی خودنوشت کا ترجمہ ''تلاش حق'' کے نام سے دو جلدوں میں کیا جو پہلی مرتبہ مکتبہ جامعہ دہلی سے 1938ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب میں مہاتما گاندھی نے ہندوستان کی سیاسی تاریخ کو مرتب کردیا ہے۔

عابد حسین کا دوسرا مشہور ترجمہ پنڈت جواہر لعل نہرو کی آپ بیتی ''میری کہانی'' کا ترجمہ ہے جو انہوں نے دو جلدوں میں کیا ہے۔ یہ ترجمہ بھی 1936ء میں مکتبہ جامعہ سے شائع ہوا۔ یہی ترجمہ 1937ء میں کانپور اور 1939 میں دہلی سے بھی شائع ہوا۔

ڈاکٹر سید عابد حسین نے انگریزی سے افسانوں کا ایک ترجمہ بھی پیش کیا جو ''محبت کی مسیحائی'' کے نام سے 1944ء میں لاہور سے شائع ہوا۔

''گاندھی جی بادشاہ خاں کے دیس میں''۔ یہ گاندھی جی کا سفرنامہ ہے جسے پیارے لعل نے انگریزی میں لکھا۔ ڈاکٹر عابد حسین نے اس کو انگریزی سے اُردو میں منتقل کیا۔ مکتبہ جامعہ دہلی نے 1950 میں پہلی بار اس کو شائع کیا۔

ولہلم مانسٹر

سید عابد حسین نے جان وولف گوئٹے کی کتاب کا ترجمہ براہ راست جرمن سے اُردو زبان میں کیا ہے۔ یہ کتاب ساہتیہ اکیڈیمی دہلی نے پہلی بار 1945 میں شائع کی۔

مکالمات افلاطون

مکالمات افلاطون The dialogue of Plato کا اُردو ترجمہ ہے جسے انجمن ترقی اُردو ہند نے 1942 میں شائع کیا تھا۔

محمد حسن عسکری

اُردو میں ادبی ترجموں اور فن ترجمہ پر کافی عبور رکھنے والے ادیب محمد حسن عسکری نے اُردو میں ترجموں کے سلسلے میں غیر معمولی حصہ ادا کیا ہے۔ محمد حسن عسکری نے نہ صرف اُردو میں ترجمے کیے بلکہ اُردو ترجمہ نگاری کے متعلق اپنے خیالات بھی پیش کیے۔ اپنے ایک مضمون میں محمد حسن عسکری لکھتے ہیں:

> ''آج کل ترجموں کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی ہے اور کچھ بھلے برے ترجمے بھی ہو رہے ہیں لیکن ترجموں کا ہونا یا نہ ہونا ایسی بات نہیں ہے سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان سے ہمارے تخلیقی ادب پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔............جن ترجموں سے تخلیقی ادب پر کوئی اثر نہ پڑے ان کا کیا جواز ہے ترجمہ کا مقصد ہی یہ ہونا چاہیے کہ خواہ ترجمہ ناکام ہو جائے مگر ادیبوں اور پڑھنے والوں کے سامنے ذرائع اظہار کے نئے مسائل سامنے آئیں۔'' 3؎

محمد حسن عسکری کے کئے ہوئے ترجموں میں چند معروف تراجم درج ذیل ہیں:

میں ادیب کیسے بنا؟

یہ ایک سوانحی یادداشت کا ترجمہ ہے۔ اصل کتاب روسی زبان میں ہے محمد حسن عسکری نے اس کو انگریزی کے ذریعہ اُردو میں منتقل کیا ہے۔ یہ کتاب پہلی بار لاہور سے 1942ء میں شائع ہوئی۔

مادام بواری: یہ فلابیر کے ایک ناول کا اُردو ترجمہ ہے اس ترجمہ پر تنقید نگاروں میں کافی تنقید کی ہے لیکن خود محمد حسن عسکری اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

''میرے جس ترجمے کو غور سے پڑھا جانا چاہیے تھا وہ ہے ''مادام بواری'' یعنی ایک ناکامیاب ترجمے کی حیثیت سے اول تو اس کتاب کا صحیح ترجمہ آج تک ہوا ہی دُنیا کی کون سی زبان میں ہے۔'' 4۔

اُردو کے نقادوں نے اس کے بارے میں تنقید کی کہ اس میں روانی اور سلاست نہیں ہے۔ مثلاً ممتاز حسین لکھتے ہیں:

''مادام بواری کے ابتدائی صفحات بہت ناقص ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے انگریزی یا فرانسیسی صرف ونحو کو بدلنے کی کوشش نہیں کی گئی۔''5۔

مابی ڈک

یہ ہرمن میلول کی ناول "Moby Dic" کا اُردو ترجمہ ہے جسے محمد حسن عسکری نے انگریزی سے اُردو میں منتقل کیا ہے۔ مشہور نفسیات داں یونگ نے اپنے مضمون ''ادب اور نفسیات'' میں اس ناول کو اس کی موضوعاتی رفعت اور کرداری سطح پر عمیق تجزیہ نگاری کے سبب امریکی دُنیا کا سب سے بڑا ناول قرار دیا ہے۔ اس قسم کے ترجمے کو دیکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اُردو ادب میں نئے نئے اسلوب کے فروغ میں محمد حسن عسکری کے ان ترجموں کا بڑا اہم رول ہے۔ جس کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ خود عسکری صاحب اس طرح کی کوشش کو ہی ترجموں کا مقصد قرار دیتے ہیں۔

آخری سلام

یہ اینڈرسن اشروڈ کی ناول "Good bye to Berlin" کا اُردو ترجمہ ہے جو لاہور سے 1948 سے پہلی مرتبہ شائع ہوا۔ اس ترجمہ کے متعلق خود محمد حسن عسکری لکھتے ہیں:

''میرے بعض کرم فرما مجھ سے کہتے ہیں کہ میرا سب سے اچھا ترجمہ ''آخری سلام'' ہے۔ اس رائے سے میری ہمت افزائی تو بہت ہوتی ہے لیکن اسے میں اپنا کوئی کارنامہ نہیں سمجھتا۔ اشروڈ کی یہ کتاب حقیقت نگاری کی روایت سے متعلق ہے لیکن اس کی نثر موپاساں کی نثر نہیں ہے۔ اس کی زیادہ تر دلچسپی واقعات یا کردار نگاری میں ہے۔ اس کی نثر بس کام چلاؤ قسم کی ہے۔ ایسی عبارت کو اُردو میں کس طرح منتقل کیا جائے اس کا طریقہ 1936ء کے قریب منٹو نے بتا دیا تھا۔6۔

سرخ وسیاہ

فرانسیسی کے مشہور ناول نگار استاں دال کے ناول "The Scarlet Black" کا فرانسیسی سے براہ راست اُردو ترجمہ ہے۔ محمد حسن عسکری نے ترجمہ کرتے ہوئے اس کے انگریزی ترجمہ کو بھی پیش نظر رکھا ہے۔

استاں دال کے نام اور کام سے اُردو داں طبقہ اس ناول کے ترجمہ کی بدولت متعارف ہوا۔ اس ترجمے کے متعلق خود محمد حسن عسکری لکھتے ہیں:

''اس ناول نے مجھے رلا رلا دیا اگر سلاست وروانی کی بات ہوتی تو میں لیٹے لیٹے ترجمہ کے پچاس صفحے اور لکھوا سکتا تھا لیکن استاں دال تو وہ آدمی ہے جو نثر کے فن کو نظم سے بڑا سمجھتا ہے۔ استاں دال جذبات کا تجزیہ فکر محض کی زبان میں کرتا ہے۔ اُردو میں اس کی صلاحیت نہیں ہے۔ اگر میں اس کے لیے کوئی نیا اسلوب بنانے کی کوشش کرتا ہوں تو ڈر یہ تھا کہ اُردو کے نقاد پوچھیں گے یہ ناول ہے یا مقالہ۔ مرتا کیا نہ کرتا میں نے استاں دال کی روح سے معافی مانگ کے اس کی خشک عبارت کو تھوڑا سا جذباتی رنگ دے دیا۔'' 7۔

ابن انشا

ابن انشا نے انگریزی سے اُردو زبان میں افسانوں، ناولوں اور سفرناموں کا ترجمہ کیا ہے۔ ان کے چند معروف تراجم درج ذیل ہیں:

1۔	سانس کی پھانس	انگریزی سے ترجمہ
2۔	وہ بیضوی تصویر	انگریزی سے ترجمہ

3۔ عطر فروش دوشیزہ کے قتل کا معمہ انگریزی سے ترجمہ

4۔ چہ دلا دراست وزدے انگریزی سے ترجمہ

5۔ اندھا کنواں اور دیگر کہانیاں انگریزی سے ترجمہ

مذکورہ بالا تمام کہانیاں انگریزی کے مشہور افسانہ نگار ایڈ گرایلن پو کے افسانوں کا اُردو ترجمہ ہیں۔ ایڈ گرایلن پو کی کہانیاں رومانی تحریک سے منسوب کہلاتی ہیں۔ انگریزی زبان میں ان کہانیوں کی تاثیر جادو کا اثر رکھتی ہیں۔ ان کہانیوں میں سے ''وہ بیضوی تصویر'' اور ''اندھا کنواں'' (مترجمہ ابن انشا) پر تبصرہ کرتے ہوئے جیلانی کامران لکھتے ہیں:

> ''جہاں تک ابن انشاء کے ترجمے کا تعلق ہے' ابن انشاء کی طرز تحریر چند ایک واقعات کی طرز تحریر' شاید اسی وجہ سے بعض مقامات پر اس طرز تحریر سے ابہام پیدا ہو گیا ہے۔ زیر نظر تراجم کئی بار پڑھنے کے باوجود طلسم قائم نہیں ہوتا جو انگریزی میں لکھی ہوئی ایڈ گرایلن پو کی کہانیوں سے مخصوص ہے۔'' 8۔

ابن انشا نے ان افسانوں کے علاوہ او ہنری اور جان سٹین بک کے ناولوں کا بھی اُردو ترجمہ کیا ہے۔

مولوی عنایت اللہ دہلوی

مولوی عنایت اللہ دہلوی دارالترجمہ حیدر آباد میں ڈاکٹر عبدالحق کے بعد سربراہ مقرر کیے گئے۔ دارالترجمہ حیدر آباد میں ادب کے موضوع پر کوئی ترجمہ نہیں ہوا لیکن مولوی عنایت اللہ دہلوی نے مغربی ادب سے کئی بہترین تصانیف کا اُردو میں ترجمہ کیا۔ ان کے معروف تراجم میں چند حسب ذیل ہیں:

جولیس سیزر

یہ شیکسپیئر کے ڈرامے جولیس سیزر کا اُردو ترجمہ ہے۔

رومیو جولیٹ

شیکسپیئر کے ڈرامے رومیو اینڈ جولیٹ کا اُردو ترجمہ ہے۔

مرزا حامد بیگ نے ان ترجموں کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

> ''ڈراما کے باب میں ہمارا پہلا قدم ہی غلط پڑا ہے کہا جا سکتا ہے کہ باکس آفس پر کامیابی کی خواہش نے ہمیں مغربی ڈرامے کی فنی خوبیوں سے دور رکھا۔ سوائے جولیس سیزر کے دو ترجموں از عزیز احمد اور سید فیضی اور ''رومیو جولیٹ'' کے دو ترجموں از مولوی عنایت اللہ دہلوی اور عزیز احمد اور ''اتھیلو'' کے ایک ترجمہ از شان الحق حقی کے کسی ترجمے کی داد نہیں دی جا سکتی جب کہ شیکسپیئر کے ہمارے ہاں 200 سے زائد ترجمے ہوئے ہیں۔'' 9۔

تائیس

یہ اناطول فرانس کے ناول تائس کا اُردو ترجمہ ہے جو خیر وشر کے موضوع پر ایک رقاصہ کی زندگی کے پس منظر میں لکھا گیا تھا۔ مولوی عنایت اللہ دہلوی نے اس ناول کا ترجمہ بامحاورہ دہلوی زبان اور محاوروں کی بنیادی خصوصیات کے ساتھ کیا ہے۔ نیز ناول میں استعمال کیے گئے تلمیحات کو بڑی مہارت سے اُردو زبان میں منتقل کیا ہے۔

سلامبو (2 جلدیں) اور ہیرودیاس

یہ دو ناول گستاو فلابیر کے ناول ہیں جن میں اول الذکر کو مولوی عنایت اللہ نے انگریزی کی معرفت اور موخر الذکر کو فرانسیسی زبان سے اُردو میں منتقل کیا ہے۔

زلفی

یہ ریڈ یارڈ کپلنگ کے مشہور ناول "The Jungle book" کا اُردو ترجمہ ہے۔

تیمور

یہ لم ہیرالڈ کے ناول کا اُردو ترجمہ ہے اس ناول میں تاریخ اور فکشن کا ملا جلا تاثر پایا جاتا ہے۔

عبدالماجد دری آبادی

عبدالماجد دری آبادی اُردو کے ایک معروف انشا پرداز اور دینی وادبی مصنف ہیں ۔ ترجمہ کے اعتبار سے عبدالماجد دری آبادی کا مقام اس طرح متعین کیا جاسکتا ہے کہ وہ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ میں مقرر کردہ اولین مترجمین میں شامل تھے جن کے ذمہ نفسیات اور تاریخ کی کتابوں کا ترجمہ تھا۔ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کی جانب سے شائع کردہ سب سے پہلی کتاب ''منطق استخراجی و ستقرائی'' تھی جس کا ترجمہ مولانا عبدالماجد دری آبادی نے کیا تھا یہ کتاب 1919ء میں شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ مولانا عبدالماجد دری آبادی نے دارالمصنّفین اعظم گڑھ کے تحت بھی دو کتابیں ترجمہ کیں جن کے نام ''فلسفہ حیات'' اور ''مکالمات برکلے'' ہے جو علمی تراجم کا ایک اچھا نمونہ ہیں۔

عزیز احمد

عزیز احمد ترقی پسند تحریک سے متاثر ایک معروف ادیب ہیں ۔ جنہوں نے ناول' تنقید اور افسانہ نگاری میں طبع آزمائی کی ہے ۔ تنقید عزیز احمد کا خاص فن ہے۔ عزیز احمد نے اُردو زبان وادب میں نئے رجحانات کے فروغ کے لیے مغرب سے مختلف تصانیف کا اُردو میں ترجمہ بھی کیا ہے اور کامیاب ترجمہ کیا ہے۔ ان تراجم میں تنقید کے متعلق کتابیں بھی ہیں اور ناول وڈرامہ بھی۔

عزیز احمد کا سب سے معروف ترجمہ ارسطو کی کتاب "Poetics" فن شاعری کا اُردو ترجمہ ہے "poetics" یا ''بوطیقا'' مغربی تنقید کا صحیفہ اول کہی جاسکتی ہے۔ آج تک مغربی تنقید میں اس کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک فقرہ پر بحث کی جاتی ہے۔ اُردو میں اس کا ایک ترجمہ عزیز احمد نے 1941 میں کیا تھا۔ عام طور پر عزیز احمد ہی کا ترجمہ سب سے اچھا سمجھا جاتا ہے۔

عزیز احمد نے ہیرالڈ لیمب کے ناول کا بھی اُردو ترجمہ کیا ہے۔

عزیز احمد نے ولیم شیکسپیئر کے دو مشہور ناولوں ''رومیو اور جولیٹ'' اور ''جولیس سیزر'' کا بھی اُردو ترجمہ کیا ہے جس کو شیکسپیئر کے اُردو تراجم میں بہترین ترجمے کی حیثیت حاصل ہے۔

گارساں دتاسی کے ہندوستانی زبان پر لکچرز کی دوسری جلد کا ترجمہ عزیز احمد نے اختر حسین رائے پوری کے ساتھ مل کر مکمل کیا۔

عزیز احمد نے مختلف فرانسیسی افسانہ نگاروں کے افسانوں کو فرانسیسی سے انگریزی کے ذریعے ترجمہ کیا جو 1939ء سے قبل شائع ہوئی۔ اسے عبدالقادر سروری نے مرتب کیا ہے۔

عزیز احمد نے نثری تراجم کے علاوہ ٹی ایس ایلیٹ کی نظم ''ویسٹ لینڈ'' کا اُردو ترجمہ ''خراب آباد'' کے نام سے پیش کیا۔ جس کے بعد مغربی شاعری کی طرف دیگر مترجمین وشعرا کی نظریں اٹھتی شروع ہوئیں اور اس کے بعد مختلف شاعروں کے اُردو میں ترجمے منظر عام پر آئے۔

طربیہ خداوندی (دوجلدیں)

یہ کتاب دانتے کی داستان "Infemo' Divine Comedia" کا اُردو ترجمہ ہے جسے عزیز احمد نے راست جرمن زبان سے اُردو میں منتقل کیا ہے۔ عزیز احمد نے اس پر مقدمہ اور حواشی بھی تحریر کیے ہیں۔ یہ کتاب پہلی بار انجمن ترقی اُردو ہند نے 1943 میں شائع کی۔

معمار اعظم

یہ ہنرک البسن کے ڈرامے "Master builder" کا اُردو ترجمہ ہے جسے عزیز احمد نے انگریزی زبان سے اُردو میں منتقل کیا ہے۔ اصل تصنیف ناروئیجین زبان میں ہے۔ پہلی بار یہ ڈرامہ انجمن ترقی اُردو (ہند) کے زیر اہتمام 1940 میں طبع ہوا۔

تاتاریوں کی یلغار

یہ ہیرالڈلیم کی ناول The march of Barbarian کا اُردو ترجمہ ہے۔

سید نصیر حیدر

سید نصیر حیدر نے موپاساں کے فرانسیسی افسانوں کو براہ راست یا انگریزی کے ذریعہ اُردو میں پیش کیا ہے۔گائے ڈی موپاساں فارسی زبان کا ایک معروف افسانہ نگار تھا۔موپاساں کھری حقیقت نگاری کے لیے معروف تھا۔نصیر حیدر نے موپاساں کے ایسے ہی افسانے منتخب کر کے ترجمہ کیے ہیں جن میں موپاساں کی نجی زندگی کے المناک سانحات اپنی چہرہ نمائی کرتے ہیں۔موپاساں کے ان افسانوں پر اوراس کے سسکتے ہوئے کرداروں کی زندگی پر تقدیر کا المناک سایہ بہت گہرا ہے۔

سید نصیر حیدر کے لیے ہوئے یہ تراجم پہلی بار 1940 میں لاہور سے شائع ہوئے جس نے اُردو افسانہ نگاری پر بھی اثر ڈالا۔

سعادت حسن منٹو

سعادت حسن منٹو اُردو ادب کے ایک اہم اور متنازعہ افسانہ نگار ہیں۔اُنہوں نے سماج کی انتہائی مکردہ تصاویر کو اپنے قلم کے ذریعہ افسانوں میں بیان کیا ہے۔اور یہ کہیں کہیں عریاں نگاری میں تبدیل ہوتی نظر آتی ہے۔منٹو کے افسانوں پر گفتگو ہمارا اس وقت موضوع نہیں ہے۔لیکن یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ سعادت حسن منٹو کے اسلوب کی تعمیر میں ان کے تراجم کا بھی اہم حصہ رہا ہے۔اُنہوں نے اپنی افسانہ نگاری کا آغاز ہی تراجم سے کیا۔منٹو کے کیے ہوئے تراجم درج ذیل ہیں:

بغیر اجازت:

روسی اور انگریزی افسانوں کا انتخاب وترجمہ جو لاہور سے پہلی بار طبع ہوا۔

روسی افسانے: مطبوعہ 1934 دارالادب لاہور

روسی زبان کے افسانوں کا انگریزی سے ترجمہ

گورکی کے افسانے: یہ میکسم گورکی کے معروف افسانوں کا اُردو ترجمہ ہے جو لاہور سے شائع ہوا۔

اسی میں منٹو نے دیباچے کے طور پر گورکی کی شخصیت اور فن پر 31 صفحات کا مقالہ بھی لکھا ہے۔کتاب میں میکسم گورکی کے ''میدانوں میں'' چھبیس مزدور اور دوشیزہ' خان اور اس کا بیٹا اور خزاں کی ایک رات نامی افسانے شامل ہیں۔

سویرا:

سعادت حسن منٹو نے آسکر وائلڈ کے اس ڈرامہ کا اُردو ترجمہ کیا جسے دارالاحمر نے پہلی بار 1934ء میں شائع کیا۔یہ چار ایکٹ پر مشتمل ایک المیہ ڈرامہ ہے جس میں انقلاب روس کی خونچکاں داستان بیان کی گئی ہے۔

منٹو کے ان تراجم نے اُردو میں افسانہ نگاری کی روایت پر گہرے اثرات مرتب کیے اور اُردو میں حقیقت نگاری کا جو اسلوب رواج پایا اس میں ان تراجم کا بھی بڑا حصہ ہے۔

سعادت حسن منٹو نے وکٹر ہوگو کے ناول کا بھی اُردو میں ترجمہ کیا۔اُن کے ترجموں کی بدولت اُردو قارئین چیخوف اور موپاساں سے واقف ہوئے۔ان کے علاوہ ٹالسٹائی اور میکسم گورکی بھی ہیں جن کی طرف منٹو نے خصوصی توجہ دی۔اس دور کی یادگار کتاب ''گورکی کے افسانے'' ہے۔

سید عابد علی عابد

سید عابد علی عابد بھی اُردو تراجم کا ایک اہم نام ہے جنہوں نے تنقید اور دیگر موضوعات پر کافی ترجمے کیے ہیں۔ ان کے کئے ہوئے تراجم میں چند معروف درج ذیل ہیں۔

فنون لطیفہ اور انسان

یہ ارون ایڈورڈ کی کتاب "Art and the man" کا اُردو ترجمہ ہے اس کتاب میں مشہور شعرا فلسفیوں اور مصوروں کی فنون لطیفہ سے متعلق آرا کو یکجا کیا گیا ہے۔

بشر ہے کیا کہیے:

یہ سیکلر لوئیس کی ناول Dodswort کا ترجمہ و تلخیص ہے۔ ترجمہ دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ سید عابد علی عابد صاحب کو مغربی تہذیب کا گہرا شعور حاصل ہے۔ یہ اُردو کا ایک اچھا ترجمہ ہے۔

موجودہ ڈراما

یہ ایمن ڈاولر کی کتاب کا اُردو ترجمہ ہے جس میں امریکن ڈرامے سے متعلق تحقیق و تنقید کی گئی ہے اصل کتاب امریکہ سے شائع ہوئی۔

مختصر افسانہ

یہ دینفر تھراس کی انگریزی کتاب کا اُردو ترجمہ ہے جو مختصر افسانہ سے متعلق تنقید پر مشتمل ہے۔ اصل کتاب امریکہ سے شائع ہوئی۔

قیامت کی رات

یہ لارڈ والٹر کی حیاتی ناول A night to remember کا اُردو ترجمہ ہے۔ لارڈ والٹر نے اس کو سچا واقعہ قرار دیا ہے۔ یہ ایک جہاز ''ٹائی ٹینک'' کی تباہی کی داستان ہے۔ عابد علی صاحب کے ترجمے میں لارڈ والٹر کے ناول کی دلچسپی کا عنصر جوں کا توں ملتا ہے۔

تھینیل ہاتھارن

یہ ایچ ہائی ایٹ ویگز کی لکھی ہوئی کتاب کا اُردو ترجمہ ہے جو امریکی مصنف تھینیل ہاتھارن نامی امریکی مصنف کی شخصیت و فن سے متعلق معلوماتی کتاب ہے۔

شاہد احمد دہلوی

شاہد احمد دہلوی اُردو ادب کا اہم نام ہے۔ انہوں نے اُردو خاکہ نگاری کو ایک نیا رنگ دیا ہے اور بعض اہم کتابوں کا اُردو میں ترجمہ کیا ہے۔ ان کے کیے ہوئے چند معروف تراجم درج ذیل ہیں:

بارش:

یہ سمرسٹ ماہام کے طویل مختصر افسانہ کا انگریزی سے اُردو ترجمہ ہے جسے لاہور میں شاہکار سیریز نے شائع کیا۔

سالومی

یہ آسکر وائلڈ کا شہرہ آفاق ڈراما ہے جس کو شاہد احمد دہلوی نے انگریزی سے اُردو میں منتقل کیا ہے۔

فاوسٹ

یہ جرمن مصنف گوئٹے کے مشہور ڈرامے Faust کا اُردو ترجمہ ہے جو ایک قدیم داستانی قصے کی بنیاد پر لکھا گیا ہے۔ شاہد احمد دہلوی نے اس کو انگریزی کی معرفت اُردو میں منتقل کیا ہے۔ انگریزی ترجمہ پیٹر پرسٹن اور ہنری لے کوج نے کیا تھا جس کی بنیاد پر شاہد احمد دہلوی نے اُردو میں ترجمہ کیا۔

نرگس جمال

یہ بلجیم کے ڈرامہ نگار مارس میٹرلنک کے ڈرامے Jaisley کا اُردو ترجمہ ہے۔ یہ ڈراما شیکسپیئر کے ڈرامے Teenpest سے مشابہ ہے۔ یہ پہلی بار 1934ء میں دہلی سے شائع ہوا تھا۔

پروین وثریا

یہ بھی مورس مترلنک کے ڈرامہ Agle din and Celiset کا اُردو ترجمہ ہے۔ اس ڈرامے میں مترلنک نے اپنے پسندیدہ موضوع خدا کی ذات اور اس کی بہترین مخلوق میں سے ہی ایک انوکھا پہلو تلاش کیا ہے۔ مترلنک مزاجاً مشرقی تھا اور شاہد احمد دہلوی نے اس ڈرامے کے ترجمے کے ذریعہ مشرق والوں کو اپنی پسندیدہ چیز سے نوازا ہے۔

پھانسی

یہ آندریف کے ناول "The Seven who hanged" کا اُردو ترجمہ ہے اس ناول میں آندریف نے سات دہشت گردوں کی آخری رات کے احوال کو بیان کیا ہے۔ شاہد احمد دہلوی نے اس ترجمہ میں آندریف کے لہجے اور اور تکنیکی مہارت کو بڑی مہارت کے ساتھ اُردو میں منتقل کیا ہے۔

دھان کا کھیت

یہ مس آمی لن چانگ کے چینی ناول "Rice Spront Song" کا اُردو ترجمہ ہے جس کو شاہد احمد دہلوی نے انگریزی کے ذریعہ اُردو میں منتقل کیا ہے۔ ناول میں چینی انقلاب اور معاشرتی زندگی پر اس کے اثرات خصوصی توجہ کے حامل ہیں۔ اس ترجمہ کے ذریعہ شاہد احمد دہلوی نے اسی دور میں کردار کی سطح پر الجھی ہوئی نفسیات کو پہلی بار اُردو میں پیش کیا ہے۔ شاہد احمد دہلوی نے ناموں کا بھی ترجمہ کر دیا ہے۔

دشمن

روسی زبان کے مصنف تائی بورمیرائی کے ایک ناولٹ کا اُردو ترجمہ ہے جسے شاہد احمد دہلوی نے انگریزی کے ذریعہ اُردو میں منتقل کیا ہے اس ناولٹ میں اشترائی سماج کے انتشار کی تصویر بیان کی گئی ہے۔ اور اشتراکیت کا مضحکہ اڑایا گیا ہے۔

مولانا عبدالمجید سالک

مولانا عبدالمجید سالک اُردو زبان کے ایک معروف ادیب ہیں انہوں نے ترجمہ کے میدان میں بھی بہت اہم کام کیا ہے۔ وہ ادبی ترجمے کے بارے میں اپنے خیالات یوں بیان کرتے ہیں۔

> ''ادبی ترجمے چوں کہ ان کتابوں افسانوں یا ادب پاروں کے ہوتے ہیں جن کے لکھنے والے زبان و ادب کے فن کار ہوتے ہیں اس لیے ان کا ترجمہ بھی فن کار ہونا چاہیے یوں ہی اٹھا کر سیدھے سبھاؤ ادبی شہ پاروں کا ترجمہ کر دینا اس فن لطیف پر ظلم ہوگا''۔10؎

علمی تراجم پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''کسی علمی مضمون یا کتاب کا ترجمہ وہی کر سکتا ہے جس کو اس موضوع سے شغف ہو مثلاً کسی ادیب یا شاعر کو فلسفہ کی کسی کتاب کا ترجمہ نہیں کرنا چاہیے۔ نہ اقتصادیات کے کسی طالب علم کو طبیعات کا ترجمہ کرنا چاہیے کیوں کہ ترجمہ سمجھ لینے اور سمجھا دینے کا نام ہے جو شخص کسی متن کو خود نہیں سمجھتا وہ کسی کو سمجھانے میں کب کامیاب ہو سکتا ہے۔'' 11؎

مولانا عبدالمجید سالک نے ٹیگور کو اُردو میں متعارف کرانے میں بڑا اہم رول ادا کیا ہے۔ اُن کے چند معروف تراجم درج ذیل ہیں:

چترا

رابندر ناتھ ٹیگور کا ایک ڈراما ہے جس کو مولانا عبدالمجید سالک نے انگریزی سے اُردو میں منتقل کیا ہے۔ یہ سب سے پہلے 1926ء میں حیدرآباد سے شائع ہوا۔

باغبان

ٹیگور کے ناول کا انگریزی سے اُردو ترجمہ کیا گیا۔ یہ لاہور سے 1926 میں شائع ہوا۔

نیا چاند

ٹیگور کے ناول کا انگریزی کے ذریعہ اُردو میں ترجمہ کیا۔

قصر ساحل

رابرٹ اسٹیونسن کی لکھی ہوئی امریکی کہانیوں کا انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کیا۔ یہ کہانیاں بچوں کے لیے لکھی گئی تھیں۔ جن میں حسب ذیل کہانیاں بھی اُردو میں مولانا عبدالمجید سالک نے ہی منتقل کی ہیں:

راجا کا ہیر، خودکشی کی انجمن وغیرہ

محمد سلیم الرحمان

محمد سلیم الرحمان اُردو کے جدید مترجمین میں شامل ہیں جنھوں نے مختلف اصناف ادب کے تراجم کیے ہیں۔ ان میں چند معروف تراجم درج ذیل ہیں۔

ارنسٹ ہیمنگوے

ارنسٹ ہمینگوے کے شخصیت اور فن پر فلپ ینگ کی لکھی ہوئی کتاب کا اُردو ترجمہ ہے۔ اصل کتاب امریکہ سے شائع ہوئی۔

تین بہنیں

یہ چیخوف کا ڈرامہ ہے جس کو محمد سلیم الرحمان نے انگریزی کے ذریعہ اُردو میں منتقل کیا ہے اصل کتاب روسی زبان میں ہے۔

جہاں گرد کی واپسی

یہ ہومر کے رزمیہ "Odyssey" کا اُردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب کے اختتامیہ میں سلیم الرحمان لکھتے ہیں:

> ''یہ ترجمہ میں نے اس وقت کیا جب میں پوری طرح اس کا اہل نہیں تھا میرے مدنظر یہ خیال تھا کہ ''اودیسی'' کو یورپ کا پہلا ناول بھی کہا جاتا ہے لہٰذا اس کا نثر میں ترجمہ جائز ہے۔ اگلا سوال یہ تھا کہ کس طرح کی نثر میں اس کا ترجمہ کیا جائے۔ میں نے سیدھی سادھی نثر کو ترجیح دی مگر اس میں عیب یہ ہے کہ آدمی ادھر چوکا اور نثر سیدھی سادھی کے بجائے محض سپاٹ ہو کر رہ گئی۔ سچ تو یہ ہے کہ ''اودیسی'' اور ''ایلیا'' جیسی تصانیف کا ترجمہ انیسویں صدی میں ہو جانا چاہیے تھا۔'' 12؎

اس ترجمہ کے بارے میں مرزا حامد بیگ لکھتے ہیں:

> ''محمد سلیم الرحمان کے نثری ترجمہ کا آہنگ رک رک کر آگے بڑھتا ہے اور ہر قدم پر اپنا دائرہ مکمل کرتا ہے اس میں وہ بے ساختگی اور روانی دیکھنے کو نہیں ملتی جس کی نذر اتارتے اتارتے ہمارے مترجمین ہلکان ہو گئے۔'' 13؎

یوں دیکھا جائے تو محمد سلیم الرحمان نے بڑے خلوص اور وفاداری کے ساتھ ترجمے کا حق ادا کر دیا ہے بلکہ یہ کہنا بھی بے جا نہیں ہے کہ بڑی خوش اسلوبی سے ترجمہ کا جواز بھی فراہم کیا ہے۔

یہ ترجمہ چوبیس ابواب پر مشتمل ہے۔

سلیمانی خزانہ

یہ رائیڈر ہیگرڈ کے پر اسرار ناول "Kings Salomen's mine" کا اُردو ترجمہ ہے۔

ان کے علاوہ بھی مترجمین کی ایک طویل فہرست ہے۔ نظم طباطبائی اُردو زبان کی ایک معروف شخصیت ہیں۔ ان کی نظم ''شام غریباں'' ولیم گرے کے مرثیہ (Church yard) کا ترجمہ ہے۔ ہارون خاں شیروانی نے دستور ہند کا ترجمہ کیا جسے ساہتیہ اکیڈمی نے شائع کیا۔ اُنہوں نے تاریخ کی کتابوں کے بھی تراجم کیے ہیں۔ نیاز فتحپوری نے گیتا نجلی کا ترجمہ کیا۔ مظہر الحق علوی نے انگریزی کے پاپولر ناولوں کے تراجم کیے ہیں۔ شمس الرحمن فاروقی نے بوطیقا کو شعریات کے نام سے ترجمہ کیا جسے قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان نے شائع کیا۔ جمیل جالبی نے بوطیقا اور ایلیٹ کے مضامین ترجمہ کیے۔ شمیم حنفی نے مولانا ابوالکلام آزاد کی مشہور زمانہ تصنیف India wins freedom کا ''ہماری آزادی'' کے نام سے ترجمہ کیا جو اپنی سلاست اور روانی کے اعتبار سے اُردو کے اچھے ترجموں میں شمار کیا جاتا ہے۔ عبدالستار دلوی نے متعدد مراٹھی ادب کے تراجم کے ساتھ رفیق زکریا کی کتاب Iqbal Poet & Politician کا ''اقبال شاعر اور سیاستداں'' کے عنوان سے ترجمہ کیا۔ ان کے علاوہ ہندی اور مختلف علاقائی زبانوں خاص طور پر بنگالی' کنڑ' تلگو وغیرہ سے بڑی تعداد میں تراجم ہو رہے ہیں جن کی فہرست اور وضاحتی اشاریے کا احاطہ محض ایک لکچر میں نہیں کیا جا سکتا۔ مگر مجھے یقین ہے کہ ہمارے ناظرین کو اس مختصر سی گفتگو کے دوران اُردو مترجمین اور اُن کے اہم تراجم کا کچھ نہ کچھ اندازہ ہو چکا ہوگا۔ اسی اُمید اور توقع کے ساتھ آپ سے رُخصت لیتا ہوں۔

شکریہ!

حوالے

1۔ مغرب سے نثری تراجم۔ صفحہ 130-129 مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد 1988ء

2۔ مغرب سے نثری تراجم ۔ ص 764

3۔ گر ترجمے سے فائدہ اخفائے حال ہے۔ مضمون مشمولہ ترجمہ کا فن اور روایت۔ ڈاکٹر قمر رئیس' ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ۔ دوسرا ایڈیشن 2004ء

4۔ ایضاً

5۔ بحوالہ مغرب سے نثری تراجم

6۔ پیش لفظ۔ آخری سلام ص 9 بحوالہ اُردو میں نثری تراجم

7۔ گر ترجمے سے فائدہ اخفائے حال ہے۔ مشمولہ ترجمہ کا فن و روایت

8۔ صحیفہ لاہور' اپریل 1963ء ص 86-85 بحوالہ اُردو میں نثری تراجم

9۔ اُردو میں ترجمے کی روایت۔ مضمون مشمولہ ترجمہ کا فن اور روایت ص 200

10۔ ترجمے کے چند پہلو (مذاکرہ) مطبوعہ ماہ نو کراچی' 52 ص 45 ,43 مشمولہ فن ترجمہ نگاری۔ ڈاکٹر خلیق انجم۔ انجمن ترقی اُردو ہند۔ 1995ء)

11۔ ایضاً

12۔ جہاں گردکی واپسی ص نمبر 483 ,482 بحوالہ مغرب سے نثری تراجم

13۔ مغرب سے نثری تراجم ص نمبر 470